THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

تفسیر بیان القرآن کا اجمالی تعارف و منہج (از ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم)

INTRODUCTION AND FEATURES OF TAFSIR BAYAN AL-QUR'AN BY DR. ISRAR AHMED

1-Zain-ul-Abdin Arijo
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur (Sindh) Pakistan.
Email: zain.arijo@salu.edu.pk
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0003-0896-2821

2-Naveed Ahmed Mahesar
M.Phil. Scholar, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur (Sindh) Pakistan.
Email: naveedahmedmahesar@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0009-0003-4521-7086

To cite this article:
Arijo, Zain-ul-Abdin, and Naveed Ahmed Mahesar. “INTRODUCTION AND FEATURES OF TAFSIR BAYAN AL-QUR’AN BY DR. ISRAR AHMED.” The Scholar Islamic Academic Research Journal 9, No. 1 (June 22, 2023).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 9, No. 1 ||January–June 2023 || P.118- 140
DOI:	10.29370/siarj/issue16urduarb6
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2023-06-22

CC BY NC SA
Open Access

تفسیر بیان القرآن کا اجمالی تعارف و منہج (از ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم)

INTRODUCTION AND FEATURES OF TAFSIR BAYAN AL-QUR'AN BY DR. ISRAR AHMED

Zain-ul-Abdin Arijo, Naveed Ahmed Mahesar

ABSTRACT:

As Allah Ta'ala started the series of Prophets to guide the people and sent down His orders to those who were not only explained but also became an example in practice. In the same way, Allah revealed the last book to the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and commanded the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him)“And We have sent down the Dhikr to you so that you may make it clear to the people who Something has been sent down to them so that they may reflect" (Surat al-Nahl). And this is how the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) explained the interpretation of the Qur'an. And in the same way, the companions of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) also passed on this trust. And finally, this series of commentary took the form of the first book in the form of Ibn Jarir al-Tabari's commentary "Jami al-Bayan fi Taweel Al-Qur'an" and this series of commentary that started from the era of Prophethood is still ongoing and is a link of the same series. Tafsir Bayan al-Qur'an is also. It is the result of the religious services of Dr. Israr Ahmed. Dr. Asrar Ahmad, may Allah have mercy on him, is considered one of the great scholars and commentators of the Qur'an of the present century. And among the special rewards of Allah Almighty, Allah Almighty gave him this opportunity to show him a period in his life when the whole world It is present in people's pockets, and that is why his interpretations of the Holy

Qur'an have been heard by him not only in Pakistan but also in the whole world. Dr. Sahib Raha's efforts and efforts have been published in a commentary form, which began in his own lifetime, and the first volume of his Tafsir Bayan al-Qur'an was published in his lifetime, which the case was written by Dr. Asrar Ahmad Rahmatullah Alaihi himself. Dr. Asrar Ahmad Rehmatullah Alaihi's Tafsir Bayan Al-Qur'an is not his authorship or compilation but is taken from his translation of the Al-Qur'an which was preserved in CDs and DVDs.

Keywords: Dr. Israr ahmed, Tafseer, Bayan al-Qur’an, Interpretation, Qur'an,

کلیدی الفاظ: ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القرآن۔ تفسیر، تشریح، قرآن مجید

اجمالی تعارف:

جیسا کے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کے لئے پیغمبروں اور انبیاءِ کرام علیہ السلام کا سلسلہ شروع کیا، اور اپنے احکامات نازل فرمائے، جن کو نہ صرف سمجھایا بلکہ عملاً بھی اس کا مثال بنے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے آخری کتاب (قرآن پاک) نازل فرمائی جو قیامت تک کے لیے انسانوں کے لئے رہنمائی اور ہدایت کا سرچشمہ ہے، اور رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا:

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ۔[1]

"اور ہم نے نازل کیا آپ کی طرف الذکر تاکہ آپ واضح کر دیں لوگوں کے لئے جو کچھ نازل کیا گیا ہے ان کی جانب اور تاکہ وہ غور فکر کریں"۔

اور ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی تفسیر بیان کی یعنی واضح کیا۔ اور اسی طرح نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس امانت کو آگے منتقل کیا۔ اور آخر کار اس تفسیری سلسلے نے پہلی کتابی شکل اختیار کی۔ ابن جریر طبری کی تصنیف کی صورت میں تفسیر ''جامع البیان فی تاویل القرآن'' اور یہ جو تفسیری سلسلہ نبوّت

---

[1] . Al-Quran Surah Nahal 16 : 44

کے دور سے جاری ہوا وہ اب بھی جاری ہے، اور اسی سلسلے کی ایک کڑی تفسیر بیان القرآن بھی ہے۔ جو کے ڈاکٹر اسرار احمد رحمتہ اللہ علیہ کے دینی خدمات کا نتیجہ ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا شمار موجودہ صدی کے بڑے علماء اور مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات میں اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بھی موقع عنایت فرمایا کے ان کو زندگی میں ایسے دور کا بھی دورانیہ دکھایا جب پوری دنیا لوگوں کی جیبوں میں موجود ہے، اور اسی وجہ سے ان کی تفاسیر قرآن مجید کو نا صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں لوگوں نے ان ہی کی زبانی سنا اور مستفید ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب رحہ کی ان کوششوں اور کاوشوں کو تفسیری شکل دی کر شائع کیا گیا ہے جس کا آغاز ان کی ہی زندگی میں ہو چکا تھا، اور ان کی تفسیر بیان القرآن کی پہلی جلد ان کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی، جس کا مقدمہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمتہ اللہ علیہ نے خود تحریر فرمایا تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تفسیر بیان القرآن ان کی تصنیف یا تالیف نہیں بلکہ ان کے دورۂ ترجمہ القرآن سے لی گئی ہیں جو سی ڈیز اور ڈی ویڈیز اور دیگر ذرائع میں محفوظ ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ایک بڑے مفکر، مدبر، فلاسفر اور دانشور ہونے کے ساتھ ان کی قرآنِ مجید کی خدمات کے ضمن ایک خدمت قرآنِ مجید کی تفسیر بھی ہے جو ''تفسیر بیان القرآن'' کے نام سے موجود ہے۔ یہ تفسیر قرآن پاک سات (۷) جلدوں پر مشتمل ہے، جن کی مختصر تفصیل یہ ہے:

جلد اوّل: سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرۃ مع تعارفِ قرآن،

جلد دوم: مشتمل بر سورۃ آل عمران تا سورۃ المائدۃ،

جلد سوم: مشتمل بر سورۃ الانعام تا سورۃ التوبہ،

جلد چہارم: مشتمل بر سورۂ یونس تا سورۃ الکہف،

جلد پنجم: مشتمل بر سورۃ مریم تا سورۃ السجدۃ،

جلد ششم: مشتمل بر سورۃ الاحزاب تا سورۃ الحجرات،

جلد ہفتم: مشتمل بر سورۃ ق تا سورۃ الناس۔

تفسیر بیان القرآن قرآنِ پاک کے اس وضاحتی بیان پر مشتمل ہے جو ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم دورۂ ترجمہ قرآن کے نام سے ماہِ رمضان المبارک میں ہر چار رکعت تراویح سے پہلے ان رکعتوں میں پڑھی جانے والی آیاتِ کریمہ کا ترجمہ اور مختصر تشریح پیش کرتے تھے۔

قبل ازیں اس دورۂ قرآن کے پروگرام کو آڈیو اور ویڈیو کیسٹس (Cds / (Dvds کی شکل میں محفوظ کیا گیا اور ان کے ذریعے اِسے پوری عالَم (World) میں متعارف کرایا گیا۔ بعد ازاں اس تفسیر قرآن کریم کی اہمیت و افادیت عامہ کے پیش نظر مدیر شعبہ ء مطبوعات، قرآنِ اکیڈمی، لاہور نے مرکزی انجمن خدام القرآن، صوبہ خیبر پختون خواہ کے تعاون سے اس شہرۂ آفاق تفسیر ''بیان القرآن'' کو مرتب کر کے کتابی صورت [2] میں پیش کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ الغرض ڈاکٹر صاحبؒ نے اس تعارف میں قرآن سے ہمارے تعلقات کار کا ایک نقشہ کھینچا ہے اور قرآن کی روشنی میں ہماری زندگیوں کے لیے ایک لائحہ عمل پیش کیا ہے۔[3]

تفسیر بیان القرآن کا خصوصیات و منہج:

تفسیر بیان القرآن قرآنی آیات کی تفہیم اور اس کی تعلیمات سے کماحقہ استفادہ کے لیے اردو زبان میں ایک مختصر اور جامع تفسیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحبؒ کی بلند پایہ علمی تحقیق کا حاصل ہے جو آسان و رواں ترجمہ کی سہولت، زبان کی روانی، دلنشین انداز بیان، علمیت اور داعیانہ انداز کی حامل ہے۔ تفسیر کے لیے ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ نے جو منہج اختیار کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

سورۃ کے بارے میں تمہیدی گفتگو سے آغاز:

ڈاکٹر صاحبؒ کسی بھی سورۃ سے متعلق آغاز میں ایک تمہیدی گفتگو کرتے ہیں جن میں درج ذیل امور کو مد نظر رکھتے ہیں:

- ☆ سورۃ کا نام، آیات کی تعداد اور اس کا مکی یا مدنی ہونا بیان کرتے ہیں۔
- ☆ سورۃ جس گروپ سے تعلق رکھتی ہے اس گروپ میں شامل سورتوں کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان سورتوں کا باہمی ربط' ان کے مضامین کا تقابل اور اُسلوب بھی بہت عمدہ انداز میں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ البقرۃ کے حوالہ سے تمہیدی گفتگو اس طرح کرتے ہیں:

"سورۃ فاتحہ کے بعد جو چار سورتیں ہیں یہ جوڑوں کی شکل میں ہیں۔ سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل

---

[2]. Israr Ahmed, Tafsir Bayam Ul Quran , Vol. 5 , 1989 , pg. 4,5
[3] . Ibid , vol.1 pg 13,17

عمران ایک جوڑاہے جب کہ سورۃالنساءاور سورۃالمائدہ دوسرا جوڑاہے۔اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ سورۃالبقرۃاور سورۃآل عمران دونوں میں بغیر کسی تمہید کے گفتگو شروع ہو جاتی ہے۔ سورۃالنسآء کی ابتداء "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ۔" سے ہوتی ہےاور سورۃ المائدہ کا "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔" سے۔اس سے پہلے کوئی تمہیدی بات نہیں کی گئی۔ سورۃالبقرۃمیں یوں سمجھئے کہ احکامِ شریعت کی ابتداہوتی ہے۔ابتدائی خاکہ جو

ہے شریعت محمدیاکاوہ سورۃالبقرۃمیں ہے۔ پھر سورۃالنساءمیں اس کے اندر مزید اضافہ ہوتا ہےاور سورۃالمائدۃمیں شریعت کے تکمیلی احکام آتے ہیں۔"[4]

سورۃ النساء کی تمہیدی گفتگو کرتے ہوئے اس گروپ کی دوسری سورتوں کے مضامین سے باہم تقابل اوران کااُسلوب بھی بیان کرتے ہیں مثلاً:

"اپنےاُسلوب کے اعتبار سے یہ دونوں سورتیں سورۃالبقرۃ کے نصف ثانی کے مشابہ ہیں۔یعنی چند مضامین کی لڑیاں چل رہی ہیں، لیکن ایک رسی کی طرح آپس میں اس طرح بٹی ہوئی اور گتھی ہوئی ہیں کہ وہ لڑیاں مسلسل نہیں بلکہ کٹواں نظر آتی ہیں۔اگر آپ چار مختلف رنگوں کی لڑیوں کو آپس میں بٹ کر رسی کی شکل دے دیں توان میں سے کوئی سا رنگ بھی مسلسل نظر نہیں آئے گا، بلکہ باری باری چاروں رنگ نظر آتے رہیں گے۔اب اگر آپ اس رسی کو کھول دیں گے تو ہر ایک لڑی الگ ہو جائے گی اور چاروں رنگ الگ الگ نظر آئیں گے۔ سورۃالبقرۃ کے نصف ثانی کے مضامین۔ یہ گویا چار لڑیاں ہیں جن میں دو کا تعلق شریعت سے ہےاور دو کا جہاد فی سبیل اللہ سے۔ شریعت کی دو لڑیوں میں سے ایک جہاد بالمال یعنی انفاق فی سبیل اللہ اور دوسری جہاد بالنفس کی آخری شکل یعنی قتال فی سبیل اللہ۔ یہاں سورۃالنساء میں بھی تین لڑیاں اسی طرح آپس میں گتھی ہوتی ہیں۔ یہ تین لڑیاں خطاب کے اعتبار سے ہیں۔ چناں چہ ایک لڑی تو وہ ہے جس میں خطاب اہل ایمان سے ہے اور سورۃالبقرۃ کی طرح اس کے ذیل

[4] . Israr Ahmed, Tafsir Bayam Ul Quran , 2000 , Vol.2 , pg. 7 , 117 ,118

میں وہی چار چیزیں آرہی ہیں۔ قتال، انفاق، احکام شریعت اور عبادت۔"[5]

اسی طرح سورۃ فاتحہ کے اُسلوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اس کا اُسلوب دعائیہ ہے۔ یہ دعا اللہ نے ہمیں تلقین فرمائی ہے کہ مجھ سے اس طرح مخاطب ہوا کرو' جب میرے حضور میں حاضر ہو تو یہ کہا کرو''[6]

ڈاکٹر صاحب بعض سورتوں کی اہمیت و فضیلت بھی بیان کرتے ہیں۔ سورۃ البقرۃ کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں لکھتے ہیں: ''سورۃ البقرۃ کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ اسے حضور اکرم ﷺ نے قرآنِ مجید کا ذروہ سنام یعنی کلائمکس (Climax) قرار دیا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں ''البقرۃ سنام القرآن وذروتہ'' حجم کے اعتبار سے بھی قرآن کی سب سے بڑی سورت یہی ہے۔''[7]

قرآن پاک کی سورتوں کے مضامین پر ڈاکٹر صاحب کی گہری نظر ہے۔ ہر سورۃ کو مختلف مضامین کے لحاظ سے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پھر ان حصوں میں جو رکوع اور آیات ہیں ان میں بیان کردہ مضامین پیش کرتے ہیں جیسا کہ سورۃ آل عمران کے تمہیدی کلمات بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"سورۃ آل عمران کے بھی دو حصے ہیں جو بہت مساوی ہیں۔ اس کے کل 20 رکوع ہیں، ۱۰ رکوع نصف اوّل میں ہیں اور 10 رکوع ہی نصف ثانی میں، دس رکوع میں ۱۰۱ آیات اور دوسرے دس رکوع میں ۹۹ آیات ہیں۔ یعنی صرف ایک آیت کا فرق ہے۔ پھر جیسے سورۃ البقرۃ میں نصف اولیٰ کے تین حصے ہیں ویسے ہی یہاں بھی نصف اوّل کے تین حصے ہیں۔ سورۃ بقرہ میں روئے سخن ابتدا ہی سے یہود کی طرف ہو گیا، جبکہ یہاں روئے سخن ابتدا ہی سے

---

[5] . Ibid, Vol.2, pg 117

[6] .Bayan ul Quran , Vol.1 ,pg 971

[7]. Ahmed Bin Hanbal, Abu Abdullah, Shebani (241H), Musanad Dar ul Ahya, Altarasul Arabi , Lubnan ,1949 ء , Raqam Al Hadis 5,1987 , 9/166

بقرہ میں روئے سخن ابتدا ہی سے یہود کی طرف ہو گیا، جبکہ یہاں روئے سخن ابتدا ہی سے نصاریٰ کی طرف ہے۔ ابتدائی 23 آیات کے بعد 13 آیات میں خاص طور پر نصاریٰ سے براہ راست خطاب ہے۔ سورۃ آل عمران کا نصف ثانی 10 رکوعوں پر مشتمل ہے۔ پہلے 2 رکوعوں میں خطاب زیادہ تر مسلمانوں سے ہے پھر اگرچہ روئے سخن اہل کتاب ہی کی طرف ہے اس کے بعد مسلسل 6 رکوع غزوۂ احد کے حالات پر مشتمل ہیں۔"[8]

چھوٹی سورتوں میں مکمل سورت یا لمبی سورتوں میں سے چند آیات پیش کرتے ہیں پھر ایک ایک آیت کا آسان و سادہ بامحاورہ ترجمہ اور مختصر تشریح پیش کرتے ہیں جبکہ بعض مقامات پر صرف بامحاورہ ترجمہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور بعض مقامات کی وضاحت تفصیلاً بھی کرتے ہیں۔

کبھی ایک رکوع کی ابتداء کرنے سے پہلے یا کسی رکوع کے اختتام پر اس میں جو مضمون بیان ہوتا ہے اسے مختصراً بیان کرتے ہیں۔[9]

تفسیر بالقرآن:

ڈاکٹر صاحبؒ کی تفسیر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کی ہے۔ بعض اوقات آیات کی وضاحت میں آیات ہی لاتے ہیں۔ چوں کہ آپ نے بیان القرآن میں آیات کی مختصر تفسیر پیش کی ہے اس لیے اکثر و بیشتر قرآن مجید میں جہاں کہیں اسی معنی و مفہوم اور اس کی وضاحت سے متعلق آیات آئی ہوں ان کی صرف نشاندہی کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت: "وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ"[10]

"وہ عذاب سے دوچار ہوں گے اور ان کے تمام تعلقات، منقطع ہو جائیں گے "

مذکورہ بالا آیتِ قرآنی کی وضاحت میں کہ دوزخ کو دیکھ کر تمام رشتے ختم ہو جائیں گے وہ کون سے رشتے ہوں گے اس ضمن میں سورۃ عبس کی آیات "يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ

---

[8]. Bayan ul Quran, Vol.1, pg 102
[9] Ibid,Vol. 2, pg 7,8
[10] Al-Quran Surah Baqrah 2: 166

امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ "[11] "اس دن آدمی دور بھاگے گا اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے' اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے۔ ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اُسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔'' اور سورۃ المعارج کی آیات "يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُـــْٔوِيْهِ۔ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ "[12](مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنی اولاد، اپنی بیوی، اپنے بھائی، اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دیا کرتا تھا اور سب جو کچھ زمین میں ہیں فدیے میں دے دے اور یہ تدابیر اسے نجات دلا دے) پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "یہ بات لمحہ فکریہ ہے کہ جن رشتہ داریوں کی وجہ سے ہم حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر رہے ہیں، جن کی دل جوئی کے لیے حرام کی کمائی کرتے ہیں اور جن کی ناراضی کے خوف سے دین کے راستے پر آگے نہیں بڑھ رہے ہیں، یہ سارے رشتے اسی دنیا تک محدود ہیں اور آخرت کی زندگی میں یہ کچھ بھی کام نہ آئیں گے "[13]

"فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ "[14]

"پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے چند کلمات تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی"

کی وضاحت میں کہ وہ کون سے کلمات تھے جن سے آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔ آپ لکھتے ہیں:

> "اس حالت میں اللہ نے اپنی رحمت سے انہیں چند کلمات القا فرمائے جن سے ان کی توبہ قبول ہوئی تو وہ کلمات سورۃ الاعراف میں بیان ہوئے ہیں۔"

پھر آپ سورۃ الاعراف کے کلمات بیان کرتے ہیں۔

[11] Al-Quran Surah Abas 80 :34-37
[12] Al-Quran Surah Muarij 70: 11-14
[13] Ibid, Vol. 1, pg 221, 290, Vol. 2. pg. 260, 82
[14] Bayan ul Quran, Vol. 1, pg. 367

اسی طرح سورۃ النساء کی آیت "اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبٰٓٮِٕرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ"[15] (اور اگر تم بچتے رہو ایسے بڑے گناہوں سے کہ منع کیا گیا ہے تم کو جن سے) کا ترجمہ اور انتہائی مختصر تشریح پیش کرنے کے بعد عرض کرتے ہیں:

"یہ مضمون سورۃ الشوریٰ میں بھی آیا ہے اور پھر سورۃ النجم میں بھی۔ واضح رہے کہ قرآن حکیم میں اہم مضامین کم از کم دو مرتبہ ضرور آتے ہیں اور یہ مضمون قرآن میں تین بار آیا ہے۔"[16]

ایک آیت کی وضاحت کے دوران قرآنِ حکیم میں وارد دوسری آیات کے مقامات کے بارے میں جب ایک قاری کو پتا چل جاتا ہے تو وہ مختصر تشریح ہونے کے باوجود تشنگی محسوس نہیں کرتا۔ یہ ڈاکٹر صاحب کے بیان القرآن کی ایک نمایاں خوبی ہے۔

تفسیر بالحدیث:

ڈاکٹر اسرار صاحبؒ آیات کی وضاحت پیش کرتے ہوئے احادیث مبارکہ بھی بیان کرتے ہیں اگر کسی آیت کا مفہوم حدیث سے واضح ہو رہا ہو تو اس کو حدیث کی رو سے بیان کرتے ہیں' مثلاً "فَاذۡكُرُوۡنِىۡٓ اَذۡكُرۡكُمۡ"[17] کی وضاحت حدیث مبارکہ کے ذریعے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ایک بہت بڑا میثاق اور معاہدہ ہے اس کی شرح ایک حدیث قدسی میں بایں الفاظ آئی ہے: "اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ' فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِنْهُم۔[18] "میرا بندہ جب بھی مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی محفل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں۔"

[15]Al-Quran Surah Aeraf 7: 32
[16] Al –Quran 4: 13
[17] . Bayan ul Quran, Vol.2, Pg 44
[18]. Al-Quran 2: 152

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"اس کی محفل تو بہت بلند و بالا ہے، وہ ملاءِ اعلیٰ کی محفل ہے، ملائکہ مقربین کی محفل ہے۔"[19]

اسی طرح آیت "زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا"[20] کی وضاحت اس انداز میں کرتے ہیں: "اچھا کھانا، اچھا پینا، اچھا پہننا حرام نہیں ہے۔ اللہ نے اس کو لوگوں کے لیے ممنوع نہیں کیا۔ ایک مسلمان دین کے تقاضے ادا کر کے اللہ کا حق ادا کر کے اور حلال سے کما کر ان چیزوں کو حاصل کرے تو کوئی حرج نہیں۔"

بعد ازاں اس بات کی وضاحت میں کہ دنیا کی حقیقت کافروں اور مؤمنوں کے لیے کیا ہے' حدیث مبارکہ بیان کرتے ہیں: "اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ"[21] "دنیا مومن کے لیے ایک قید خانہ اور کافر کے لیے باغ ہے۔"[22]

الفاظ کی تفہیم میں شواہد و استدلال کا طریقہ کار:

ڈاکٹر صاحب قرآنی آیت میں وارد الفاظ کی وضاحت کے لیے شواہد و استدلال کا استعمال کرتے ہیں اس کے لیے وہ آیات اور احادیث مبارکہ کو ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ آل عمران کی آیت: "وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ"[23] "اور تم نے نافرمانی کی اس کے بعد کہ تم نے وہ چیز دیکھ لی جو تمھیں محبوب ہے" میں الفاظ "مِنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ" کی تفسیر کرتے ہوئے اکثر مفسرین نے مال غنیمت مراد لیا ہے، لیکن ڈاکٹر صاحبؒ ان الفاظ سے مراد "فتح" لیتے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں:

---

[19] . Al Jamae Sahih Bukhari, Kitab Ul Touheed, Bab ul Qola Talla Wa yehzaro kum ullah nafsahu, Raqam ul Hadis 5074, 2137, 4705
[20]. Bayan Ul Quran, Vol. 1, Pg 345
[21] Al-Quran Surah Baqrah 2: 212
[22] Muslim Bin Alhijaj Al- Qashiri, "Al Sahih, Kitab ul Zahid wa ul Araeq, Bab Ul Dunya Sijn ul Momin wahab tul lilkafir", Dar ul Salam, Al riyaz, Al beata Alsaniya, 2000 ء Raqam ul Hadis 1218, 2965
[23] Tafsir Bayan ul Quran, Vol.1, pg 414

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

"یہاں اس سے مراد دراصل فتح ہے اور اس کے لیے "القرآن یفسر بعضہ بعضا" کی رو سے سورۃ الصف کی یہ آیت ہماری رہنمائی کرتی ہے: "نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ"۔[24]

گویا بندۂ مؤمن کو دنیا میں فتح و نصرت محبوب تو ہوتی ہے لیکن اسے اس کو اپنا مقصود نہیں بنانا۔ اس کا مقصود اللہ کی رضا جوئی اور اپنے فرض کی ادائیگی ہے۔ باقی کامیابی یا ناکامی اللہ کی مرضی اور اس کی حکمت کے تحت ہوتی ہے۔ اللہ کب فتح لانا چاہتا ہے وہ بہتر جانتا ہے۔[25]

اسی طرح "وَ مَنۡ يَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ"[26] "کون ہوگا جو ابراہیمؑ کے طریقے سے منہ موڑے" میں لفظ یَرۡغَبُ کی حدیث کی رو سے تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"رغبت کا لفظ عربی زبان میں دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ "رغب الی" کا مفہوم ہے کسی شے کی طرف رغبت ہونا، محبت ہونا، میلان ہونا جب کہ "رغب عن" کا مطلب ہے کسی شے سے متنفر ہونا، کسی شے سے اباء کرنا، اسے چھوڑ دینا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ "فَمَن رَغِبَ عَنۡ سُنَّتِيۡ فَلَيۡسَ مِنِّيۡ"[27] "پس جسے میری سنت ناپسند ہو تو وہ مجھ سے نہیں۔"[28]

اسرائیلیات سے متعلق محتاط مؤقف:

تفسیر بالروایہ کی اکثر کتب اسرائیلیات سے بھری ہوتی ہیں، لیکن ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا اسرائیلیات کے بارے میں عملی طور پر طرز عمل انتہائی محتاط، متوازن اور قرآن و سنت پر مبنی ہے۔ آپ کا مؤقف یہ ہے:

"تورات، انجیل، زبور اور صحفِ ابراہیمؑ کی پر اجمالی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ لیجیے۔ ان کتابوں میں تحریف ہو گئی ہے۔ للٰذا ان کتابوں کی کوئی شے قرآن پر حجت نہیں ہو گی۔ جو چیز قرآن سے ٹکرائے گی ہم اس کو رد کر دیں گے اور ان کتابوں کی کسی شے کو دلیل کے طور پر نہیں لائیں گے، لیکن جہاں قرآنِ مجید کی کسی بات کی نفی نہ ہو رہی ہو وہاں

---

[24] Al-Quran Surah Imran 3: 125
[25] Al-Quran Surah Saff 61 : 31
[26] Bayan Ul Quran Vol. 2, pg 88
[27]. Al-Quran Surah Baqrah 2: 130
[28] . Al – Jamea Sahih Bukhari, Kitab Ul Nikkah, Bab ul Targhib fee Al Nikah, Raqam Ul Hadis 906, 5036

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

ان سے استفادہ میں کوئی حرج نہیں۔ بہت سے حقائق ایسے ہیں جو ہمیں ان کتابوں ہی سے ملتے ہیں۔ مثلاًانبیاءِ کرام علیہ السلام کے درمیان زمانی ترتیب ہمیں تورات سے ملتی ہے جو قرآن میں نہیں ہے۔اس اعتبار سے سابقہ کتب سماویہ کی اہمیت پیش نظر رہنی چاہیے۔"[29]

مثلاًآیت کریمہ: "وَ مَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰہُ"[30]

"اب انہوں نے چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہود کی ان چالوں کے توڑ کے لیے اللہ نے اپنی چال چلی۔ اب اللہ کی چال کیا تھی؟ اس کی تفصیل قرآن یا حدیث میں نہیں ہے بلکہ انجیل برنباس میں ہے۔ یہ ساری تفصیل انجیل برنباس میں موجود ہے۔ یہ شہادت در حقیقت نصاریٰ ہی کے گھر سے ہمیں ملی ہے اور قرآن کا جو بیان ہے اس میں یہ پوری طرح فٹ بیٹھتی ہے۔"

مفسرین کی آراء اور اپنی رائے کا اظہار:

ڈاکٹر صاحبؒ آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسرین کی رائے بیان کرتے ہیں اور جمہور مفسرین کا جس بات پر اتفاق ہوتا ہے آپ اسی رائے کو پسند کرتے ہیں،[31] لیکن بعض اوقات کسی ایک مفسر کی منفرد رائے کو جمہور کی آراء پر معتبر گردانتے ہیں جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیات 183 اور 184 میں روزے کی فرضیت کے بارے میں جمہور مفسرین کی آراء کی بجائے آپ امام رازیؒ کی رائے۔[32] سے اتفاق کرتے ہیں کہ

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ"[33]

---

29 . Bayan Ul Quran, Vol. 1 363
30 . Al-Quran Surah Imran 3: 45
31 Bayan ul Quran Vol. 2, Pg 83
32 Bayan ul Quran, Vol. 2, Pg 130
33 Al-Quran Surah Baqrah 2: 183, 184

میں جو روزہ رکھنے کا حکم آیا ہے اس سے مراد ایام بیض کے تین روزے ہیں۔[34] اسی طرح "وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ مَا ہُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ"[35] کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اکثر و بیشتر مفسرین[36] نے اس کے بارے میں یہی رائے قائم کی ہے کہ یہ منافقین کا تذکرہ ہے۔ اگرچہ یہاں لفظ منافق یا لفظ نفاق نہیں آیا لیکن مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی رائے یہ ہے کہ یہاں ایک کردار کا نقشہ کھینچا گیا ہے غور کرنے والے غور کریں کہ وہ کس پر چسپاں ہو رہا ہے۔ ان کے نقطۂ نظر سے یہ بالفعل دو طبقات پر راست آرہا ہے: ایک یہود اور دوسرے منافق۔ ڈاکٹر صاحبؒ اسی رائے کو پسند کرتے ہیں کہ زیادہ تر مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہاں منافقین کا تذکرہ ہے لیکن بعینہٖ یہی کردار یہود کے علماء پر بھی منطبق ہو رہا ہے۔[37]

عہد حاضر کے عقائد باطلہ اور فتنہ پروروں کی نشاندہی

ڈاکٹر صاحبؒ اہل کتاب کے گمراہ عقائد کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں مسلمانوں کے اندر جو گمراہ عقائد در آئے ہیں ان کی نہ صرف نشاندہی بلکہ تردید بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تحریروں میں یہ رنگ نظر آتا ہے کہ آپ ایمانیات اور عقیدے کی درستی پر بہت زور دیتے ہیں کیوں کہ عقیدہ کی تصحیح پر ہی ہمارے اعمال کی درستی کا انحصار ہے۔

چنانچہ آپ "غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ"[38] کی تفسیر کرتے ہوئے موجودہ دور کے گمراہ عقائد کی نشاندہی اس انداز میں کرتے ہیں:

"نصاریٰ "ضالین" ہیں۔ انہوں نے حضرت مسیح کے بارے میں صرف غلو کیا ہے (جس کی نیت تو غلط نہیں ہوتی لیکن وہ غلو کرکے جذبات میں آکر کوئی غلط راستہ اختیار کر لیتا ہے تو وہ

[34]Fakhuru din Bin Al razi, "Al Tafsir Al Kabir o Mufatih ul Geb", Dar ul Qutub ul Almiyat, Lubnan, Al- Tabeat Alsania, 1425 h, Vol. 5 , Pg . 16- 26
[35] Al-Quran Surah Baqra, 2: 8
[36] Bayan Ul Quran, Vol. 1, Pg 348, 3
[37] Aslahi, Ameen Ahsan, Tadbur ul Quran, Farin Foundation, Lahore, Tibea, Hiftam, 1998 ء, Vol. 1, Pg 118, 191
[38]Al-Quran Surah Fateha 1 :7

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

ضال، گمراہ) ہے۔ جیسے ہمارے یہاں بھی بعض نعت گو اور نعت خواں نبی کریم ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں تو مبالغہ آرائی کرتے ہوئے کبھی انہیں اللہ سے بھی اوپر لے جاتے ہیں یہ غلو ہے۔ ہمارے شیعہ بھائیوں میں بھی بعض لوگ جو حضرت علی ص کو خدا ہی کا بیٹا بنا بیٹھے ہیں مثلاً "لیکن نہیں ہے ذاتِ خدا سے جدا علی" بہر حال یہ غلو ہوتا ہے جو انسان کو گمراہ کر دیتا ہے۔"[39]

اسی طرح فتنہ انکارِ حدیث اور انکارِ سنت کو سورۃ النسآء کی آیت

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ"[40]

کی روشنی میں گمراہی قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں: "دین میں جس چیز کی وجہ سے بنیادی خرابی ہوتی ہے وہ اصل میں کیا ہے؟ وہ غلطی یا خرابی ہے اللہ اور رسولوں میں تفریق۔ ایک تفریق تو وہ ہے جو رسولوں کے درمیان کی جاتی ہے اور دوسری تفریق الٰہ اور رسولؐ کو علیحدہ علیحدہ کر دینے کی شکل میں سامنے آتی ہے اور یہ سب سے بڑی جہالت ہے۔ فتنہ انکارِ حدیث اور انکارِ سنت۔ اسی جہالت و گمراہی کا شاخسانہ ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اہل قرآن سمجھتے ہیں اور ان کا نظریہ ہے کہ رسول ﷺ کا کام قرآن پہنچا دینا تھا، سو انہوں نے پہنچا دیا اب اصل معاملہ ہمارے اور اللہ کے درمیان ہے۔ اللہ کی کتاب عربی زبان میں ہے ہم اس کو خود سمجھیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ رسول ﷺ نے اپنے زمانے میں مسلمانوں کو جو اس کی تشریح سمجھائی تھی اور اس زمانے کے لوگوں نے اسے قبول کیا تھا' وہ اس زمانے کے لیے تھی۔ گویا رسولؐ کی تشریح کوئی دائمی چیز نہیں' دائمی شے صرف قرآن ہے۔ اس طرح انہوں نے اللہ اور رسول کو جدا کر دیا یہاں اسی گمراہی کا ذکر آ رہا ہے۔"[41]

مربیانہ اور داعیانہ اسلوب بیان:

آپ کا اندازِ تفسیر داعیانہ ہے، آپ آیاتِ قرآنی کی وضاحت پیش کرتے ہوئے عامۃ الناس کو دین اسلام کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے اور دین کے تقاضوں کی ادائیگی پر زور دینے کے ساتھ ساتھ افراد کی تربیت کے لیے ان کی

[39] Bayan ul Quran, Vol. 1, Pg 1210 ,112
[40] Al-Quran Surah Nisah 4 : 150
[41] Tafsir Bayan Ul Quran, Vol. 1 Pg 95

کمزوریوں کی نشاندہی بھی کرتے ہیں، مثلاً:

"اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ كَانُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى"[42]

"کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحق اور یعقوب (ں)اور ان کی اولاد سب یہودی تھے یا نصرانی تھے"

کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں "یہی بات آج مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ محمد رسول اللہ ﷺ ور آپؐ کے اصحابِ کرام رضی اللہ عنہا کیا دیوبندی تھے، بریلوی تھے،اہل حدیث تھے یا پھر شیعہ تھے؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ ان تقسیموں سے بالاتر رہا جائے۔ ٹھیک ہے ایک شخص کسی فقہی مسلک کی پیروی کر رہا ہے، لیکن اس مسلک کو اپنی شناخت بنا لینا،اسے دین پر مقدم رکھنا،اس مسلک ہی کے لیے ساری محنت و مشقت اور بھاگ دوڑ کرنا، اور اسی کی دعوت و تبلیغ کرنا،دین کی اصل حقیقت اور روح کے یکسر خلاف ہے۔"

اسی طرح آپ سورۃ النساء کی آیت 135 کی وضاحت اس انداز میں کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا شعور بیدار ہو، چنانچہ آپ بیان کرتے ہیں:

"عدل اجتماعی پر اسلام نے جتنا زور دیا ہے بد قسمتی سے آج ہمارا مذہبی طبقہ اتنا ہی اس سے بے بہرہ ہے۔ آج کے مسلم معاشروں میں سرے سے شعور ہی نہیں کہ عدل اجتماعی کی بھی کوئی اہمیت اسلام میں ہے... لہٰذا سب سے پہلے وہ نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے جس میں عدل ہو،انصاف ہو۔اصل کام نظام کا بدلنا ہے۔"[43]

ڈاکٹر صاحب یہودیوں کی ذلت و خواری، ان پر اللہ کے غضب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی ''خیر امت'' قرار دیا۔ ہم نے بھی جب اپنا مشن چھوڑ دیا تو ذلت اور مسکنت ہمارا مقدر بن گئی۔ اللہ کا قانون اور اللہ کا عدل بے لاگ ہے۔ یہ سب کے لیے ایک

[42] Al-Quran Surah Baqrah 2: 140
[43] Tafsir Bayan Ul Quran, Vol. 1 Pg 324

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

ہے۔ ہر امت کے لیے الگ الگ نہیں ہے۔ اللہ کی سنت بدلتی نہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل کی بد اعمالیوں کے سبب ان کا جو حشر ہوا آج وہ ہمارا ہو رہا ہے۔"[44]

بعد ازاں ڈاکٹر صاحب اس ضمن میں اپنی ایک کتاب ''سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل'' کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں۔ ایک جگہ رقم طراز ہیں:

''دینِ اسلام میں کوئی پیشوائیت، کوئی پاپائیت یا کوئی برہمنیت نہیں۔ ''اسلام'' تو ایک کھلی کتاب کی مانند ہے۔ ہر مسلمان کتاب اللہ کا مطالعہ کرے، عربی سیکھے اور کتاب اللہ کو صحیح طرح سمجھے۔ ہر شخص کو عبادات کے قابل ہونا چاہیے۔ ہر شخص اپنی بچی کا نکاح خود پڑھائے، اپنے والدین کا جنازہ خود پڑھائے۔ ہم نے خود اسے پیشہ بنا دیا ہے اور عبادات کے معاملے میں ایک خاص طبقے کے محتاج ہو گئے ہیں۔"[45]

تاریخ حالات و واقعات کا بیان:

ڈاکٹر صاحب نے یہ تفسیر اگرچہ مختصر انداز میں کی ہے، لیکن جہاں تاریخی شخصیات، حالات و واقعات کا بیان ہے، وہاں تفصیلی گفتگو کرتے ہیں اور بہت عمدگی سے حالات و واقعات پیش کرتے ہیں۔ نیز بعض مقامات کا جغرافیائی حدود اربعہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔[46]

عربی قواعد کا تذکرہ:

ڈاکٹر صاحبؒ نے آیات کی تفسیر بہت اختصار کے ساتھ کی ہے، لیکن جہاں ضروری معنی و مفہوم کی وضاحت ضرورت تھی وہاں آپ عربی قواعد کی رو سے بھی مفہوم و مطلب کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت ''وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ''[47] کی نحوی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[44] Ibid, Vol. 2, Pg 212
[45] Ibid, Vol.1, Pg 237
[46] Ibid, Vol. 1, Pg 322
[47] Bayan Ul Quran, Vol. 1, Pg 276, 291

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

"کان عربی زبان میں دو طرح کا ہوتا ہے "تامہ" اور "ناقصہ"۔ کان ناقصہ کے اعتبار سے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اپنے اس استکبار اور انکار کی وجہ سے وہ کافروں میں سے ہو گیا جب کہ "کان تامہ" کے اعتبار سے یہ معنی ہوں گے کہ وہ تھا ہی کافروں میں سے "[48]

اسی طرح "اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ "[49] میں لفظ متوفیک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وفی کے معنی ہیں پورا کرنا' اردو میں بھی کہا جاتا ہے وعدہ وفا کرنا۔ اسی سے باب تفعیل میں وَفّٰی يُوَفِّيْ تَوْفِيَةً کا مطلب ہے کسی کو پورا دینا جیسا کہ آیت "فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ "[50] "تو کیا حال ہو گا جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن جس کے بارے میں کوئی شک نہیں ہر جان کو پورا پورا بدلہ اس کے اعمال کا دے دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا" باب تفعل میں اس توفی یتوفی کا معنی ہو گا کسی کا پورا پورا لے لینا۔ اور یہ لفظ گویا بتمام و کمال منطبق ہوتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام پر، جن کو اللہ تعالیٰ ان کے جسم اور جان سمیت دنیا سے لے گیا۔"

علمی و فکری اور تجزیاتی انداز:

"تفسیر بیان القرآن" ایک علمی و فکری تفسیر ہے جس میں ان کی تجزیاتی فکر کھل کر سامنے آتی ہے۔ اس میں آیت قرآنی پر علمی انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور فکر کے نئے نئے پہلو سامنے آتے ہیں۔ قرآنی تعلیمات کی حقانیت پر یقین میں اضافہ ہوتا ہے' مثلاً: "كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ "[51]

"اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بن جاؤ" کی تفسیر اس انداز میں کرتے ہیں:

---

[48] Al-Quran Surah Baqrah 2: 43
[49] Tafsir Bayan Ul Quran, Vol. 1, pg 214
[50] Al-Quran Surah Imran 3: 52
[51] Al-Quran Surah Maeda 5: 8

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

"معاشرہ میں عدل قائم کرنے کا حکم ہے۔انسان فطرتاً انصاف پسند ہے۔انصاف عام انسان کی نفسیات اور اس کی فطرت کا تقاضہ ہے۔آج پوری نوعِ انسانی انصاف کی تلاش میں سر گرداں نظر آتی ہے۔انصاف حاصل کرنے کے لیے ہی انسان نے بادشاہی نظام سے نجات حاصل کی اور جمہوریت (Democracy) کو اپنایا تاکہ انسان پر انسان کی حاکمیت ختم ہو،انصاف میسر آئے، مگر جمہوریت کی منزل سراب ثابت ہوئی اور ایک دفعہ انسان پھر سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) کی لعنت میں گرفتار ہو گیا۔اب سرمایہ دار اس کے آقا اور ڈکٹیٹر بن گئے۔اس لعنت سے نجات کے لیے اس نے کمیونزم (Communism) کا دروازہ کھٹکھٹایا م، گر یہاں بھی متعلقہ پارٹی کی آمریت (One Party Dictatorship) اس کی منتظر تھی۔گویا "رُست از یک بند تا افتاد در بندے دگر" یعنی ایک مصیبت سے نجات پائی تھی کہ دوسری آفت میں گرفتار ہو گئے۔اب انسان عدل اور انصاف حاصل کرنے کے لیے کہاں جائے؟ یہاں پر ایک روشنی تو انسان کو اپنی فطرت کے اندر سے ملتی ہے کہ اس کی فطرت انصاف کا تقاضا کرتی ہے اور اپنی فطرت کے اس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے وہ عدل قائم کرنے کے لیے کھڑا ہو جائے، مگر اس سے اوپر بھی ایک منزل ہے اور وہ یہ ہے کہ "العدل" اللہ کی ذات ہے جس کا دیا ہوا نظام ہی عادلانہ نظام ہے۔چنانچہ "یاَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ" میں اسی بلند تر منزل کا ذکر ہے۔"[52]

یہ صرف فطرتِ انسانی کا تقاضہ ہی نہیں بلکہ تمہاری عبدیت کا تقاضہ بھی ہے...پوری قوت کے ساتھ اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ... کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے۔[53] اسی طرح "یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ"[54]

---

[52] Tafsir Bayan Ul Quran Vol. 2, Pg 40
[53] Bayan Ul Quran, Vol. 2, Pg 215
[54] Al-Quran Surah Rome 30: 93

"اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے" کی وضاحت منفرد تجزیاتی انداز میں کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا نکتہ نظر یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ قرآنِ مجید کی آیات موجودہ حالات کے مطابق اترتی نظر آئیں۔ آپ لکھتے ہیں:

> "شیخ محمود احمد نے اپنی کتاب ""Man & Money"" میں ثابت کیا ہے کہ تین چیزیں سود کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ جتنا سود بڑھے، گا اسی قدر بے روزگاری بڑھے گی، افراطِ زر (Inflation) میں اضافہ ہو گا اور اس کے نتیجہ میں Interest Rate) (بڑھے گا۔ شرح سود کے بڑھنے سے بے روزگاری مزید بڑھے گی اور افراط زر میں اور زیادہ اضافہ ہو گا۔ یہ ایک دائرہ خبیثہ (Vicious Circle) ہے اور اس کے نتیجہ میں کسی ملک کی معیشت بالکل تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ یہ تباہی ایک وقت تک پوشیدہ رہتی ہے، لیکن پھر یک دم اس کا ظہور بڑے بڑے بینکوں کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔ ابھی جو شمالی کوریا کا حشر ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس سے پہلے روس کا جو حشر ہو چکا ہے وہ پوری دنیا کے لیے باعث عبرت ہے۔ سودی معیشت کا معاملہ تو گویا شیش محل کی طرح ہے۔ اس میں تو ایک پتھر آ کر لگے گا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اس کے برعکس معاملہ صدقات کا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ پالتا ہے، بڑھاتا ہے جیسا کہ سورۃ الروم کی آیت 93 میں ارشاد ہوا۔"

آیات کی تفسیر کے دوران مغربی مفکرین اور فلاسفرز کے اقوال بھی پیش کرتے ہیں۔[55]

عام مثالوں یا حالاتِ حاضرہ کے ذریعے وضاحت:

ڈاکٹر صاحب تفسیر ہذا میں جہاں ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں عام مثالوں کے ذریعے بھی مفہوم کی وضاحت کرتے ہیں جیسا کہ "وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً"[56] میں خلیفہ کا مفہوم اور

---

[55] Bayan Ul Quran, Vol. 1, Pg 499. Haza Vol. 2, Pg 40, 74
[56] Al-Quran Surah Baqrah 2: 30

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

انسان کی حقیقت واضح کرنے کے لیے 1947ء سے پہلے انگریزوں کے جو وائسرائے ہوتے تھے ان کی مثال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"1947ء سے پہلے ہم انگریزوں کے غلام تھے، ہمارا اصل حاکم انگلستان میں تھا، جب کہ دلّی میں انگریز وائسرائے ہوتا تھا۔ وائسرائے کا کام یہ تھا کہ "His Majestiy" یا "Her Majisty" کی حکومت کا جو بھی حکم موصول ہوا اسے بلا چوں وچراں بغیر کسی تبدیلی کے نافذ کرے۔ البتہ وائسرائے کو اختیار حاصل تھا کہ اگر کسی معاملے میں انگلستان سے حکم نہ آئے تو یہاں کے حالات کے مطابق اپنی بہترین رائے قائم کرے۔ وہ غور وفکر کرے کہ یہاں کی مصلحتیں کیا ہیں اور جو چیز سلطنت میں ہو اس کے مطابق فیصلہ کرے بعینہ یہی رشتہ کائنات کے اصل حاکم اور زمین پر اس کے خلیفہ کے مابین ہے۔"[57]

حروفِ مقطعات سے متعلق نقطہ نظر:

قرآنِ مجید کی بعض سورتوں میں حروف مقطعات آتے ہیں۔ ان کے بارے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ''بیان القرآن'' میں حروف مقطعات پر زیادہ بحث نہیں کی لیکن آپ کی حروف مقطعات کے بارے میں جو رائے ہے وہ ضرور بیان کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"یہ حروف مقطعات جن کے بارے میں جان لیجیے کہ ان کے حقیقی، حتمی اور یقینی مفہوم کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے۔ یہ ایک راز ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کے مابین۔ حروف مقطعات کے بارے میں اگرچہ بہت سی آراء ظاہر کی گئی ہیں لیکن ان میں سے کوئی شے رسول اکرم ﷺ سے منقول نہیں ہے۔"[58]

اردو، عربی اور فارسی اشعار کا استعمال:

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے اُسلوبِ تحریر و بیان میں جو بات نمایاں نظر آتی ہے وہ ان کے بے ساختہ

---

[57] Ibid, Vol. 1, Pg 24, 265
[58] . Ibid, Vol. 1, Pg 24, 233

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

اور برملا اشعار کی ادائیگی ہے۔ آپ کی تفسیر میں بھی ہمیں یہ رنگ نظر آتا ہے کہ آپ آیات کی تفسیر کرتے ہوئے موقع و محل کی مناسبت سے برملا اردو، عربی اور فارسی کے اشعار بیان کرتے ہیں۔ اس سے آپ کی تفسیر میں ادب کی چاشنی بھی گھل گئی ہے۔[59]

جیسا کہ آیت "وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ[60]" "اور اگر آپؐ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپؐ کے ارد گرد سے منتشر ہو جاتے" کی وضاحت میں آپ صرف یہ شعر بیان کر دیتے ہیں:

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگمان حرم سے

کہ امیر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی[61]

فقہی مسائل:

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں فقہی مسائل کو آیاتِ قرآنی کی اجمالی تشریح و تفہیم تک محدود رکھا ہے۔ معاملاتی احکام کی تشریح میں حنفی نقطۂ نظر کو مرکزی حیثیت دی ہے، جب کہ عبادات سے متعلق آپ کا رویہ معتدل ہوتا ہے۔ یعنی عبادات میں جس کا مؤقف درمیانی اور معتدل ہوتا ہے اور آپ کو درست لگتا ہے آپ اسے اختیار کرتے ہیں۔

انگریزی مترادفات کا استعمال:

ڈاکٹر صاحب کے اُسلوب تحریر و بیاں کی ایک اور خوبی یہ بھی ہے کہ آپ وضاحت کے دوران (اردو کے ساتھ اس کے) انگریزی مترادفات کا استعمال بھی بہت زیادہ کرتے ہیں جس سے ایسے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے جو ثقیل اردو اصطلاحات سے واقف نہیں ہوتے، جیسا کہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اگلی آیت میں تیسری ہدایت مقننہ (Legislature) کے بارے میں آ رہی ہے کہ

---

[59] . Ibid, Vol. 1, Pg 320
[60]. Al-Quran Surah Imran 3: 195
[61] . Ibid, Vol .2 Pg. 59

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

اسلامی ریاست کی دستوری بنیاد کیا ہو گی۔ جدید ریاست کے تین ستون انتظامیہ (Executive) عدلیہ(Judiciary) اور مقننہ (Legislature) گنے جاتے ہیں۔"[62]

آیات کے باہمی ربط کی وضاحت:

ڈاکٹر صاحب کی تفسیر کی یہ خوبی ہے کہ آپ آیات کے باہمی ربط کا گاہے بگاہے تذکرہ کرتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے دوران مطالعہ تفسیر قرآن مجید کے تمام مضامین ایک لڑی میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سورۃ البقرۃ کے ابتدائی نو(۹) رکوع کی آیات کے باہمی ربط کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"یہ ربط کلام اگر سامنے نہ رہے تو انسان قرآنِ مجید کی طویل سورتوں کو پڑھتے ہوئے کھو جاتا ہے کہ بات کہاں سے چلی تھی اور اب کدھر جا رہی ہے۔"[63]

خاتمۃ البحث:

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی قرآن مجید کی تعلیم وتدریس میں مصروف رہتے ہوئے خدمتِ قرآن کی بہترین مثال قائم کی ہے۔ان کے دورہ قرآن کو "تفسیر بیان القرآن" کے عنوان سے مرتب کر کے شائع کیا گیا۔ مروجہ طرزِ اسلوب میں یہ اردو زبان میں قرآن مجید کی جدید ترین تفسیر میں شامل ہے۔ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کی تفسیر میں علم و فکر کے لا تعداد پہلو موجود ہیں۔ فہمِ قرآن پاک کے حوالہ سے ان کا مطالعہ آزاد تھا،اس لیے آپؒ نے قرآن پاک کی تفسیر کے دوران چند ایسے نکات بھی نوٹ کیے ہیں جن پر تحقیق کرنا اور ان کے دُرست یا قابلِ اصلاح ہونے کی نشاندہی کرنا بھی ضروری ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی قرآن پاک کی تفسیر ''بیان القرآن'' کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ گو کہ یہ تفسیر مختصر تشریح و توضیح کی حامل ہے، لیکن حضرت ڈاکٹر صاحب نے اس تفسیر میں تشریح طلب مقامات کو

[62] Ibid, Vol. 2, Pg 59
[63] Ibid. Vol. 1, Pg 80-81

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 118-140
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduarb6

بہت عمدگی سے بیان کیا ہے اور ایک قاری اس کے مطالعہ کے بعد نہ صرف قرآن کے معانی و مفہوم کو سمجھ سکتا ہے، بلکہ تاریخی واقعات اور عصر حاضر کے مسائل سے بھی بخوبی واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ان مسائل کا حل بھی اسے قرآن و سنت کی روشنی میں مل جاتا ہے جو اسے در پیش ہوں۔ الغرض سادہ اور سلیس انداز میں بیان کی گئی یہ تفسیر ڈاکٹر اسرار صاحبؒ کی ایک عمدہ کاوش ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-Share Alike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)